اسلامی تعلیمات اور جدید الحادی افکار ایک تحقیقی جائزہ

Islamic Teachings and Modern Atheistic Thoughts a Research Review

Syeda Shumaila Rubab Rizvi
Visiting Lecturer Institute of Islamic studies
Shah Abdul Latif university Khairpur Mirs
Email: shumaila.rubab@salu.edu.pk

Abstract
Atheism is the deviation and disbelief in God, and those who believe in unbelief and claim to deny God are called atheists, because the people (society) (The group that is not used to research and believes what they hear.) It is very important to visit the research process so that the public, including researchers, writers, scholars and teachers, are aware of the true meaning and demands of atheism. Enlighten other members of the society. The development of scientific sciences in the 19th century justified the denial of God to atheists. A small example of this is to tell the gender of the baby before birth thanks to the ultrasound machine. Briefly, keeping in mind the brevity. Meanings are being calculated. In Sahih Muslim, the meaning of atheism is explained as follows:
"Being ungodly, having bad faith (attribute), as well as disbelief inwardly and faith outwardly."
God Almighty himself says about the atheists:
"And for Allah alone are good and good names, so call upon Him by those names and leave such people who believe in His names."
Who deviate from it, soon they will be punished for the (evil deeds) they commit."
According to the meaning of this verse, one who deviates from the truth in the attributes and names of Allah is a victim of atheism.
Nowadays, the number of atheists in the Muslim society is increasing day by day and the effects of atheism are not only affecting our beliefs and ideas, but also affecting the economy, society, politics, as well as our young generation, which is supported by the Qur'an and Sunnah. In the context of modern atheism, it is possible only by comparing modern atheistic ideas and for this it is most important that we not only make the teachings of the Qur'an and the Sunnah an integral part of our lives, but also apply the teachings of the Qur'an and the Sunnah in a general and practical way in the society so that our Have a pre-emptive shield of all kinds of anti-Islamic sedition so that we do not follow assumptions and hearsay for any practice without any research, especially any practice related to Islam.
Keywords: Ladinism, Atheists, Ideologies, Disbelief, Progressives

مقدمہ

الحاد لفظ کے عموماً معنیٰ لادینیت، میلان وانحراف اور خدا اور خدا پر عدم یقین کے ہیں اور ہر اس بے دین کو جو کفریہ عقائد رکھتا ہو اور انکار خدا کا دعوی کرتا ہو ملحد کہتے ہیں۔ عوام الناس (معاشرے کا وہ طبقہ جو تحقیق کا عادی نا ہو اور سنی سنائی بات پر یقین کرتا ہو) تحقیقی عمل سے دور رہتا ہے اس لیے محققین، مصنفین، علماء اور اساتذہ کرام الحادی افکار کی کمزوری اور بطلان کو معاشرے کے سامنے واضح کرتے ہیں۔ ۱۹ویں صدی میں سائنسی علوم کی ترقی نے ملحدین کو انکارِ خدا کا جواز دیا اس کی چھوٹی سی مثال الٹرا ساونڈ مشین کی بدولت قبل از پیدائش بچے کی صنف بتا دینا ہے۔

اختصار کو مد نظر رکھتے ہوئے مختصراً معنیٰ رقم کیے جا رہے ہیں۔ صحیح مسلم میں الحاد کے معنیٰ کچھ یوں بیان ہوئے ہیں:

"بے دین، بد اعتقاد ہونا (صفت)، نیز باطن میں کفر اور ظاہر میں ایمان "(1)

خود خداوند عالم ملحدین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے کہ

" وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۪ وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىٕهٖؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔"(2)

"اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، سو اسے ان ناموں سے پکارا کرو اور ایسے لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے انحراف کرتے ہیں، عنقریب انہیں ان (اعمالِ بد) کی سزا دی جائے گی جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔"

اس آیت کے مفہوم کے مطابق اللہ پاک کی صفات اور ناموں میں حق سے انحراف کرنے والا الحاد کا شکار یعنی ملحد ہے۔

عصر حاضر میں مسلم معاشرے میں ملحدین کی تعداد بڑھ رہی ہے اور الحاد کے اثرات نا صرف ہمارے عقائد و نظریات پر اثر انداز ہو رہے ہیں بلکہ ہماری نوجوان نسل پر بھی اثر انداز ہو رہے ہیں جس کا سد باب قرآن و سنت کی روشنی میں جدید الحادی افکار کے مقابلے سے ہی ممکن ہے اور اس کے لیے ضروری ہے قرآن و سنت کی تعلیمات کو اپنی زندگی کا لازمی جز بنائیں اور معاشرے میں ان تعلیمات کو عام فہم بنائیں اور عملی صورت میں رائج کریں تاکہ ہمارے پاس اسلام مخالف فتنوں کے لیے ڈھال موجود ہو۔ ہم بنا کسی تحقیق کے مفروضوں اور سنی سنائی باتوں پر عمل نا کریں خصوصی طور پر اسلام سے وابستہ کوئی بھی عمل ہو۔

کلیدی کلمات: لادینیت، ملحد، نظریات، کفر، ترقی پسند۔

موضوع کا تعارف

یہ واضح کرنے کے لیے کہ مذہب کوئی انفرادی معاملہ نہیں ہے بلکہ ایک سماجی پہلو بھی ہے اس لیے الحاد کی بڑھتی ہوئی شرح پر ۲۰۱۲ء میں ایک سروے کیا گیا جس کے مطابق کرہ ارض پر ملحدین کی تعداد تیرہ سے سولہ فیصد کے درمیان

ہے۔ یہ تعداد تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے۔ نظریہ الحاد و لادینیت کوئی نئی بات نہیں یہ تو زمانۂ قدیم سے ہی نظریہ توحید کے رد میں قدم بہ قدم گامزن ہے۔ جس کی مثال بدھ مت اور جین مت کے نظریات میں واضح نظر آتی ہیں۔ اس کو مزید تقویت سائنس کے نظریۂ ارتقا اور بگ بینگ نے بھی دی ان کی بنیاد پر نئے نظریات وجود پذیر ہو رہے ہیں جیسے کہ یہ کائنات لاشئ سے بنی ہے اور جس طرح سے بنی ہے اس میں خدا کی موجودگی ماننے کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی خدا کے بغیر اس کی تخلیق اور تدبیر امور کی توجیہ کچھ اس انداز میں کر دی گئی ہے کہ اب ہر علت و معلول کا رشتہ مادے سے شروع ہوتا اور مادے پر ہی ختم ہو جاتا ہے۔ عہد قدیم کا ممکن الوجود مادہ اب واجب الوجود بن چکا ہے، وہی خالق ہے، وہی قدیم ہے۔ یوں تو الحاد کے کئی معنی اخذ کیے جاتے ہیں مگر لفظی مطلب ہے کسی چیز سے فرار، لادینیت، خدا کا انکار دوسرے لفظوں میں کرہ ارض پر موجود تمام خداؤں کا انکار، مذہب سے دور ہونا۔

قرآن مجید کی آیات میں لفظ "الحاد" کا مطلب حق سے کنارہ کشی، گمراہی اور ظلم کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ اس کی سرزنش بھی ساتھ ہی کی گئی ہے۔ سورہ فصلت میں فرمایا گیا ہے کہ "اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ"(3) تم جو چاہو کرو ہم سے کچھ مخفی نہیں ہے اور ذکر ہوا ہے کہ جو لوگ ہماری آیتوں سے انحراف کرتے ہیں اور راہ راست سے بھاگتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں ہیں۔ یہ اس صورت حال کا بیان ہے جس میں خداوند عالم بندے کو اپنے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور جس کو رب کائنات اس کے حال پر چھوڑ دے اس سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں۔

ملحدانہ طرز فکر میں زندگی کی بنیاد مادیت پر ہوتی ہے اس لیے ایسے معاشرے میں انسان نفع کے لیے حرکت کرتا ہے چاہے وہ صحیح ہو یا غلط، حلال ہو یا حرام، اس کا نعرہ مکمل فائدے کی کوشش ہے لیکن جو لوگ عقل اور بصیرت سے کام لیتے ہیں وہ صرف مادے اور دنیا تک ہی محدود نہیں ہوتے بلکہ اس سے بھی بالاتر ہوتے ہیں۔ رب سے ان کے تعلق کا دائرہ بہت وسیع ہوتا ہے، وہ براہ راست خدا سے تعلق رکھتے ہیں۔

نئی یا جدید لادینیت ایک ایسی اصطلاح ہے جو ۲۰۰۶ء میں صحافی گیری وولف نے ۲۱ویں صدی کے کچھ ملحدوں کی طرف سے فروغ دی جانے والی صورتحال کے تذکرے کے لیے استعمال کی تھی۔ جدید لادینیت کو ان دانشوروں اور مصنفین نے تیار کیا ہے جو مذہب، توہم پرستی، عقلیت اور حماقت وغیرہ سے ہم آہنگ ہیں۔ وہ رواداری کی کمی، مذہب پر تنقید اور مقابلہ کرنے کی ضرورت، حکومت، تعلیم اور سیاست پر اس کے اثرات پر زور دیتے ہیں۔ ان میں سے چار جدید لادینیت کے مصنفین بہت مشہور ہیں: سیم ہیرس، ڈینیئل ڈینٹ، رچرڈ ڈاکنز اور کرسٹوفر ہچنز ہیں۔ جدید لادینیت ۲۰۰۴ء میں اپنے عروج پر پہنچ گئی اور رچرڈ ڈاکنز کی کتاب "دی گوڈ ڈیولیشن" (خدا کا وہم) کی اشاعت کی وجہ سے دنیا میں تیزی سے پھیلی۔

منہج تحقیق وموضوع کی تحدید

اس مقالہ کا اسلوب و منہج تحقیق تجزیاتی، علمی اور بیانیہ ہے اور چند مقامات پر تنقیدی طریقہ کا سہارا لیتے ہوئے قرآن پاک، تفاسیر اور کتب احادیث سے استفادہ کیا گیا ہے تاکہ مستقبل میں یہ تحقیق ہمارے اسلامی معاشرے، نوجوان نسل اور لادینیت کا شکار ہونے والوں کے لیے ایک سود مند بنیاد ثابت ہو سکے۔ موضوع کی تحدید کا خیال رکھتے ہوئے تحقیقی نقطۂ نظر سے قرآن و سنت کے مطابق علمی جوابات تلاش کیے جائیں گے۔ یہ موضوع بہت سے سوالات کو جامع ہے جیسا کہ جدید الحاد کیا ہے ؟ اس اصطلاح میں قدیم سے جدید تک کیا تبدیلیاں آئی ہیں؟ قدیم الحاد کی سبھی صورتوں کی وضاحت اور جدید دور میں اس کی صورتیں کیا ہیں اور جدید الحاد کا اطلاق کس پر کیا جاتا ہے؟

تحقیقی سوالات

1-الحاد کا مفہوم؟ جدید الحادی تفکر؟

2-الحاد و کفر میں فرق کیا ہے؟

3-الحاد سے مقابلے کے طریقے (قرآن و سنت سے)؟

4-ملحدین کی سازشیں؟

5-ملحدین کے اہداف و مقاصد؟

6-معاشرے میں کونسے طبقے سب سے زیادہ الحاد کا شکار ہو رہے ہیں؟

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

1-کتاب کا نام: الحادی افکار کا علمی و عقلی محاکمہ اور اثباتِ حقانیت اسلام، **مصنف:** سید علی اصدق نقوی، **ناشر:** موسسۃ اھل الذکر لاہور۔

اس کتاب "الحادی افکار کا علمی و عقلی محاکمہ اور اثبات حقانیت اسلام" یا "بَرَاہِینِ اِسْلَامِیّہ دَرْ جَوَابِ اَفْکَارِ اِلْحَادِیّہ" میں مُصنّف مُحقّق ومُدقّق سید علی اصدق نقوی نے الحاد اور اس سے متعلقہ افکار جیسے لبرلزم، فیمنزم وغیرہ کا علمی جواب لکھا ہے۔ خدا کے وجود پر عقلی دلائل سے دیگر نظریات کی علمی تنقید اور اسلام اور قرآن کی حقانیت اور قرآن میں ذکرِ الحاد نیز ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی ملحدین سے گفتگو کو زیر بحث لائے ہیں اور ایک منفرد اور جامع انداز میں الحاد پر نقد کیا ہے۔ قاری کو اس کتاب کا مطالعہ کرنے سے نہ صرف الحاد کے مقدمہ سے آگاہی ہوگی بلکہ اس کے جواب میں اسلام کے مقدمہ بشمول توحید، رسالت، شریعت اور آخرت کا عقلی پیرائے میں تعارف ہوگا۔ یہ کتاب بالخصوص ان اسکول، کالج اور یونیورسٹی جانے والے نوجوانوں کے لیے ہے جن کو اس جدید دور میں الحادی نظریات کا سامنا ہے اور

بالعموم ہر اس فرد کے لیے ہے جس کو الحاد کے موضوع میں دلچسپی ہے۔ جدید دور کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ضروری تھا کہ اس موضوع پر اس نوعیت کی جامع کتاب ہو جس میں یہ تمام مباحث یکجا ہوں اور جن سے ہر خاص وعام استفادہ کر سکے اور اسلام کی حقانیت کو خود دینی متون سے باہر عقلی جہت سے سمجھ سکے۔

2-کتاب کا نام: الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات، **مصنف:** مبشر نذیر، **ناشر:** جامعہ کراچی دار التحقیق برائے علم و دانش۔

الحاد کا لفظ عموماً لادینیت اور خدا پر عدم اعتماد کے معنوں میں بولا جاتا ہے۔ نام نہاد فکری سورماؤں نے انسانی زندگی کو مسائل اور پیچیدگیوں سے پاک اور امن وسکون کا گہوارہ بنانے کی جتنی کوششیں کی ہیں، ان میں انہیں شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے مسائل کو سلجھانے کی جتنی تدبیریں کیں، ان تدبیروں نے مسائل کو نہ صرف مزید الجھا دیا بلکہ ان میں کئی گنا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ اس ناکامی کا بدیہی سبب یہ ہے کہ یہ حضرات بالعموم اپنی کوششوں کی بنیاد اسی الحاد اور مادہ پرستی پر رکھتے ہیں جو سارے بگاڑ کی اصل جڑ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انسانیت کو موجودہ فکری بحران، سماجی انتشار اور اخلاقی پستی سے نجات دلانا مقصود ہے تو پھر سب سے پہلے اس کفر و الحاد پر کاری ضرب لگانی ہو گی جس کی بنیاد پر موجودہ تہذیب کی عمارت کھڑی ہے۔ اسلام ہی وہ حقیقی بنیاد ہے جس پر عمل سے انسانیت اپنے مسائل حل کر سکتی ہے اور دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں کامیابی سے ہم کنار ہو سکتی ہے۔ زیر نظر کتاب "الحاد جدید کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات" محترم مبشر نذیر صاحب کی عربی تصنیف ہے، جس میں انہوں نے جدید الحاد کے مغربی اور مسلم معاشروں پر اثرات کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔

3-کتاب کا نام: الحاد ایک تعارف، **مصنف:** محمد دین جوہر، محمد مبشر نذیر اور حافظ محمد شارق، **ناشر:** کتاب محل لاہور۔

دنیا کے ہر مذہب میں خدا کے تعارف اس کے اقرار اس سے انسان کے تعلق اور اس تعلق کے حامل انسان کی خصوصیات کو مرکزیت حاصل ہے۔ مختصراً مذہب خدا کا تعارف اور بندگی کا سانچہ ہے۔ جدید عہد میں مذہب پر فکری یورش اور اس پر عمل سے روگردانی کا دور ہے۔ لیکن اگر مذہب سے حاصل ہونے والے تعارفِ خدا اور تصور خدا سے انکار بھی کر دیا جائے تو فکری اور فلسفیانہ علوم میں خدا ایک عقلی مسئلے کے طور پر بھی موجود رہتا ہے۔ خدا کے مذہبی تصور اور اس سے تعلق کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے جدیدیت نے اپنی ابتدائی تشکیل میں ایک مجہول الٰہ کا تصور دیا تھا جس کی حیثیت ایک فکشن سے زیادہ نہیں تھی۔ الحاد سے عام طور پر خدا کا انکار مراد لیا جاتا ہے اور دہریت اس کی فکری تشکیلات اور تفصیلات پر مبنی ایک علمی مبحث اور تحریک ہے۔ زیرِ مطالعہ کتاب میں الحاد کا تعارف' پس منظر' اسباب کو بیان کیا گیا ہے اور کتاب کے تین حصے کیے جاسکتے ہیں۔ پہلے حصے کو محمد دین جوہر نے تالیف کیا ہے' جس میں

معاصر الحاد پر ایک نظر ڈالی گئی ہے۔ دوسرے حصے کو محمد مبشر نذیر نے ترتیب دیا ہے جس میں مسلم اور مغربی معاشروں پر الحاد جدید کے اثرات کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور اس حصے میں سات ابواب ہیں۔ اور تیسرے حصے کو حافظ محمد شارق نے مرتب کیا ہے جس میں الحاد اور جدید ذہن کے سوالات کو بیان کیا گیا ہے اور تیسرے حصے میں مزید مصنف نے چار حصے مرتب کیے ہیں۔ کتاب کا اسلوب نہایت عمدہ سادہ اور عام فہم ہے۔

موضوع کے انتخاب کا سبب

معاصر فکری تحریکوں میں سے ایک تحریک جو دنیا کے علمی اور فکری حلقوں میں بہت اثر ورسوخ رکھتی ہے اور وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی ہے وہ ہے جدید الحاد یا دوسرے لفظوں میں جدید لادینیت۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ ایک بات جو غلط العام ہے وہ یہ کہ الحاد فقط مسلمانوں کا مسئلہ ہے جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہے فاسق زندیق وغیرہ کے مسائل اسلام کے دائرے کے اندر آتے ہیں جبکہ جدید الحاد سب ہی مذاہب کے لیے ایک چیلنج ہے خواہ وہ عیسائی ہوں، یہودی ہوں یا دیگر مذاہب، الحاد سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ فتنوں کی اِس بھرمار میں سب سے خطرناک ایمان سوز فتنہ الحاد ہے کیوں کہ کسی بھی مسلمان کے لیے سب سے قیمتی چیز ایمان ہے، جب متاعِ ایمان ہی لٹ جائے تو دنیا وآخرت کی سب خیریں گویا چھن گئیں۔ چناں چہ احادیث میں فتنۂ دجال والحاد کو بڑا فتنہ قرار دیا گیا کیوں کہ وہ ایمان کے لیے خطرناک ہوگا۔ الحاد جس کا معنی: راہِ راست سے ہٹ جانا، بے دینی اور مذہب بیزاری اختیار کرنا ہے۔ یعنی حق سے منحرف ہو کر اس میں بے بنیاد باتیں داخل کر دینا۔ اور دینی احکام کے بارے میں غلط قسم کی تاویلیں کرنا۔ مختصریوں کہہ لیں کہ دین میں تحریف، ردوبدل یا دین کے نام پر دین سے دُوری کا نام اِلحاد ہے۔ سب سے پہلے اس فلسفیانہ مذہبی عمل (اور درحقیقت مذہب مخالف) سے زیادہ واقف ہونے اور اس کی مناسب تفہیم حاصل کرنے کے لیے اس جدید الحاد، لادینیت فکر کی تاریخ اور اس کے اسباب کا جاننا ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ الحاد سے مراد انسان اور کائنات کے خالق حقیقی کا انکار کرنا اور نظریۂ ارتقا جیسے گمراہ فلسفوں کو وجود کائنات کا نتیجہ قرار دینا ہے۔ الحاد کا یہ اساسی نظریہ ہمارے ہر سکول میں مسلم بچوں کو بچپن سے پڑھایا جاتا ہے، اس لیے دنیا بھر میں سائنس کے نام پر دہریت سرکار کی سرپرستی میں پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اکثر اہل علم بھی شرک کو سب سے بڑا گناہ سمجھتے ہیں اور توحید کو شرک کی مذمت تک ہی محدود کر دیتے ہیں کیوں کہ ماضی میں انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ مشرکین کی گہری مخاصمت رہی ہے اور شرک کا یہ ظلمِ عظیم موجودہ دور تک چلا آرہا ہے، حالانکہ شرک سے بھی بڑا گناہ اللّٰہ کا انکار یعنی الحاد ودہریت ہے۔ قرآن نے اس کو کہیں خواہش نفس کا شرک اور کہیں غفلت کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اس تمام ناگفتہ بہ صورتحال میں تحقیقی دانش گاہوں اور محققین کی اولین ذمہ داری ہے کہ وہ اس معاملے کی طرف متوجہ ہوں، ان

مسائل کی نشاندہی کریں جن سے لادینیت جیسے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ یہ تحقیق بھی اسی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے کی جارہی ہے تاکہ اس کے بنیادی خدوخال اور قرآن وسنہ کی روشنی میں اس کے دیرپا حل پر ایک تنقیدی و تجزیاتی مقالہ سامنے آسکے۔

الحاد معنیٰ ومفہوم

الحاد کو سمجھنے کے لیے اس کے معنی و مفہوم کو سمجھنا بہت ضروری ہے انکارِ خدا اسلامی لحاظ سے تو خدائے واحد کا انکار ہے۔ لیکن تمام مذاہب کا خیال رکھا جائے تو دیوتاؤں اور خداؤں کے انکار کا نام بھی ہے۔ ہم اہل اسلام کے لیے ایک اور اصلی خدا کا انکار ہی حقیقی الحاد ہے۔ جھوٹے خداؤں کا انکار اسلام میں توحید کی علامت ہے۔ الحاد کا مادہ (ل۔ح۔د) جس کے معنی حق سے انحراف کرنا ہے اس مادہ سے دو معنی سامنے آتے ہیں۔ پہلا "لحد" بمعنی قبر جیسا کہ "لسان العرب" میں ہے۔

"لحد: الشق الذی یکون فی جانب القبر موضع المیت"

"لحد قبر میں ایک جانب میت رکھنے کی جگہ ہوتی ہے-"(4)

مزید معنیٰ پر نظر کرنے سے مختلف معنیٰ واضح ہوتے ہیں۔

"لحد یلحد۔ لحد افی الدین، یعنی: ،مذہب سے پھر جانا، دین میں طعن کرنا، جھگڑا کرنا، احکام خداوندی کو ترک کرنا۔"(5)

امام راغب اصفہانی کی نظر میں الحاد کے معنی کچھ یوں ہیں کہ:

الحاد کے معنی جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس کا ارادہ ہی نہ کرنا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کا شریک ٹھہرانا، ظلم کرنا اور خوراک کی ذخیرہ اندوزی ہے۔"(6)

عربی سے اردو لغت قاموس الجدید میں معنیٰ کچھ یوں ہیں۔

"لحد والتحد عن الدین، یعنی بے دین ہونا-" (7)

"ولحد عن الکذاء، ہٹنا، منحرف ہونا-"(8)

ایک تعریف کے طور پر حافظ محمد شارق کی کتاب الحاد ایک تعارف سے استفادہ کیا ہے۔

"عصر حاضر میں الحاد کا لفظ عموماً لادینیت اور وجود خدا کے عدم یقین کے معنوں میں بولا جاتا ہے- یعنی ایسا شخص جو مطلقاً مذہب کی ضرورت کا انکار یا وجود نبوت و رسالت اور آخرت میں سے کسی ایک کا یا تینوں کا انکار کرے وہ ملحد ہے- زمانہ قدیم سے ہی بعض لوگ الحاد کے کسی نہ کسی شکل میں قائل تھے- لیکن اس معنی میں خدا کے وجود کا انکار

بہت ہی کم کیا گیا ہے- بڑے بڑے مذاہب میں صرف بدھ مت ہی ایسا مذہب ہے جس میں کسی خدا کا تصور نہیں ملتا- اسی طرح ہندو مذہب کے بعض فرقے جیسے جین مت میں خدا کا تصور نہیں ملتا-

اس کے علاوہ دنیا بھر میں صرف چند ہی فلسفی ایسے گزرے ہیں جنہوں نے خدا کا انکار کیا- عوام الناس کی اکثریت ایک یا کئی خداؤں کے وجود کی بہر حال قائل رہی ہے- نبوت و رسالت کا اصولی حیثیت سے انکار کرنے والے بھی کم ہی رہے- ہاں ضرور ہوا کہ جب کوئی نبی یا رسول ان کے پاس خدا کا پیغام لے کر آیا تو اپنے مفادات یا ہٹ دھرمی کی وجہ سے انہوں نے اس مخصوص نبی یا رسول کا انکار کیا- حضور نبی کریم (ﷺ) کے دور کے مشرکین کے بارے میں بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ وہ خدا کے منکر تو نہ تھے لیکن ان میں آخرت پر یقین نہ رکھنے والوں کی کمی نہ تھی-"(9)

الحاد و کفر میں فرق قرآن کے تناظر میں

"ہر وہ شخص جو حق سے منحرف ہو گیا وہ ملحد ہے اور جس نے اللّٰہ تعالیٰ پر یا اس کے رسول پر جھوٹ بولا وہ ملحد ہے اور جس نے قرآنِ مجید کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ ملحد ہے۔ ہر وہ شخص جو بظاہر متعارض احادیث کی تطبیق کا قائل نہیں، وہ ملحد ہے اور جو کتاب و سنت میں نسخ کا قائل نہیں، وہ ملحد ہے۔ بظاہر کفر اور لادینیت کے درمیان کوئی فرق نظر نہیں آتا کیونکہ بہت سے مفسرین نے کفر اور لادینیت کے درمیان فرق نہیں کیا ہے مگر ایک فرق جو اہم ہے کافر وہ ہے جو جھوٹے خداؤں کو تو مانتا ہے اور ملحد وہ جو مکمل طور پر خدا کا انکاری ہے۔ آیات کے مجموعے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کفر اور لادینیت میں زیادہ فرق نہیں ہے، سورہ فصلت ۴۰ اور ۴۱ کے ترجمے اور تفسیر کے مطالعہ کرنے واضح ہوتا ہے کہ یہ آیات ان ملحدوں اور کافروں کو سخت تنبیہ و سرزنش ہے جنہوں نے خدا کی آیات کو مختلف چالوں کے ساتھ، فلسفیانہ نظریات، جھوٹ پر مبنی نظریات اور خیالی جھوٹ کے ذریعے مسترد کیا، چاہے وہ قدرتِ تخلیق سے متعلق آیات ہوں یا رسمی آیات و نشانیاں۔ ان آیات میں بالترتیب "يُلْحِدُوْنَ ،كَفَرُوْا" دونوں کو الگ الگ مخاطب فرمایا اور دونوں کے لیے وعید فرمائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَاؕ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِىٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِۚ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْر"

"بے شک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں وہ ہم سے چھپے نہیں رہتے، کیا وہ شخص جو آگ میں ڈالا جائے گا بہتر ہے یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا، جو چاہو کرو، جو کچھ تم کرتے ہو وہ دیکھ رہا ہے۔"(10)

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْۖ وَاِنَّهٗ لَكِتَابٌ عَزِيْز"

"بے شک وہ لوگ جنہوں نے نصیحت سے انکار کیا جب وہ ان کے پاس آ گئی اور تحقیق وہ عزت والی کتاب ہے۔"(11)

جدید الحادی فکر اور آیات سے ان کا رد

الحادی نظریات تو شروع سے ہی چلے آرہے ہیں جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے کہ لوگوں کا نعرہ یہ تھا
وَ قَالُوْا مَا ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَ نَحْیَا وَ مَا یُہْلِکُنَاۤ اِلَّا الدَّہْرُۚ وَ مَا لَہُمْ بِذٰلِکَ مِنْ عِلْمٍۚ اِنْ ہُمْ اِلَّا یَظُنُّوْنَ "(12)

"اور وہ کہتے ہیں: ہماری دنیوی زندگی کے سوا (اور) کچھ نہیں ہے ہم (بس) یہیں مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں زمانے کے (حالات و واقعات کے) سوا کوئی ہلاک نہیں کرتا (گویا خدا اور آخرت کا مکمل انکار کرتے ہیں) اور انہیں اس (حقیقت) کا کچھ بھی علم نہیں ہے، وہ صرف خیال و گمان سے کام لے رہے ہیں۔"

الحاد جدید بہت خطرناک ہے کیونکہ موجودہ الحاد ایک نظام اور سسٹم کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ آج کی معاشیات، اقتصادیات، نظامِ تعلیم اور سیاسی اداروں کی بنیاد اسی الحادِ جدید پر اٹھائی گئی ہے۔ موجودہ الحاد کا آغاز ڈارون سے ہوا جس کی اساس اس کا نظریۂ ارتقاہے۔ قدیم ملحدین بھی اللہ تعالیٰ کا انکار کیا کرتے تھے، مگر انسانی نفسیات اور روحانیات میں ایسے سوالات اُٹھتے تھے جو انسان کو مجبور کر دیتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو مانے۔ قدیم ملحدین کے پاس اُن کا کوئی جواب نہ تھا۔ ڈارون وہ پہلا شخص تھا جس نے کہا کہ میں ان تمام سوالوں کے جواب دیتا اور انھیں حل کرتا ہوں، جو خدا کو ماننے پر مجبور کرتے ہوں۔ اس نے کہا کہ انسان اور یہ کائنات کسی خالق کی بنائی ہوئی نہیں بلکہ ارتقا کا نتیجہ ہے۔ یعنی انسان اور کائنات از خود بغیر کسی خالق کے اپنی اشکال بدلتے بدلتے موجودہ صورت میں پہنچے ہیں۔ جب خدا نہیں تو مذہب بھی نہیں!! موجودہ مغرب جس نظریہ پر یقین رکھتا ہے، وہ سابقہ تمام افکار اور تہذیبوں کے برعکس ہے۔ اس نے سابقہ تمام تصورات کو اُلٹ دیا اور نئے تصورات پیدا کیے ہیں۔ مثلاً اسلام کہتا ہے کہ کائنات ایک خالق نے محدود مدت کے لیے قائم کی ہے اس زندگی کے بعد انسان کی ایک دوسری زندگی ہے جس میں یہاں پر کیے گئے اعمال کا حساب ہوگا اور اچھے اعمال کے بدلے میں جنت اور برے اعمال کی جزا کے طور پر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ الحاد کہتا ہے کہ کائنات کو کسی خالق نے وجود نہیں بخشا بلکہ وہ ارتقاء کے نتیجے میں خود بخود وجود میں آئی ہے۔ انسان نہ کہیں سے آیا ہے اور نہ اسے مر کر کہیں جانا ہے۔ آخرت اور جنت و جہنم کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ علم کا ماخذ اللہ تعالیٰ ہے، وحی الٰہی کے مطابق ہمیں اپنے تمام مسائل حل کرنا ہیں جبکہ الحاد کہتا ہے کہ علم باہر سے نہیں آیا، ہمارے اندر سے پیدا ہوتا ہے، یعنی ہمیں کہیں باہر سے رہنمائی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان کو یہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ کہاں سے آیا ہے اور کہاں جانا ہے؟ اپنا خالق اور حاکم اور رہنما انسان خود ہے اور وہی علم کا اصل سرچشمہ اور ماخذ بھی ہے۔ علم کسی خاص ذات یا اللہ تعالیٰ سے نہیں، انسانی مشاہدے سے حاصل ہوتا ہے، اس کا

نتیجہ یہ نکلا کہ جو چیز مشاہدے میں نہیں آتی ہے وہ دراصل موجود ہی نہیں۔ اس اصول پر اُنہوں نے اللہ تعالیٰ، وحی، عذاب قبر، آخرت اور جنت و جہنم کا بھی انکار کر دیا کیونکہ ان کا مشاہدہ اور تجربہ نہیں ہو سکتا۔ اس طرح اسلام کے تمام بنیادی عقائد مغرب اور الحاد کے تصورِ علم میں موجود ہی نہیں ہیں۔ چونکہ اس کے تصورات میں آخرت اور جنت و جہنم کا وجود نہیں ہے اس لیے وہ سمجھتا ہے کہ اس کے پاس صرف ایک چانس ہے اور وہ بس یہ دنیا کی زندگی ہے، لہٰذا مجھے اسی زندگی میں آسائشیں جمع کر کے اسے جنت بنانا ہے۔ ساری ٹیکنالوجی اسی فکر کا نتیجہ ہے کہ دنیا کو ہی جنت بنالو۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا میں راحت و آرام اور آسائشیں حاصل کرنے کے لیے دولت کی ضرورت ہے۔ لہٰذا الحادی تہذیب میں عزت وذلت اور کامیابی کا معیار سرمایہ قرار پایا۔ جدید الحاد و لادینیت انتہائی سائنس پر مبنی ہے۔ وہ خدا کے وجود کو مسترد کرنے کے لیے فلسفیانہ دلائل نہیں دیتے ہیں ان کے دلائل سائنسی ہیں، فلسفیانہ نہیں۔ ماضی میں لادینیت فلسفیانہ تھی اور تجرباتی سائنسدان اس بحث میں داخل نہیں ہوئے۔ بحث کا نقطہ نظر منطقی اور فلسفیانہ دونوں تھا۔ ماضی میں ملحد فلسفیوں نے فلسفیانہ طریقوں کے ذریعے خدا کے وجود کے ثبوت پر سوال اٹھانے اور ان سب کو مسترد کرنے کی کوشش کی۔ زیادہ تر نے "دنیا میں برائی کے وجود" کے ذریعے ایسا کیا، جیسا کہ قدیم یونان میں ایپیکیورَ تھا۔ پھر بھی ملحدوں کے سب سے اہم ہتھکنڈوں میں سے ایک بلاشبہ "برائی کا خاتمہ ہے۔ لیکن "جدید ملحد" موجودہ نقطہ نظر، رچرڈ ڈاکنز اور ان کے ہم خیال لوگ سائنس پر مبنی اعتراضات اٹھاتے ہیں۔ وہ خاص طور پر حیاتیات اور نیوڈارونزم کے نقطہ نظر سے مذہب پر حملہ کرتے ہیں جدید ملحدین اسلامی اور معاصر فلسفے اور اضافی فلسفوں کے علاوہ قدرتی علوم، طبیعیات، کیمسٹری، جینیات اور فلکی طبیعیات سے بھی واقف ہیں. ہم ماضی میں مسلم دنیا اور عیسائیت کے کسی بھی ملحدانہ دھارے میں یہ خصوصیت نہیں دیکھتے ہیں۔ اس وقت صرف ایک سائنس پر مبنی بہاؤ تھا جو زیادہ تر کلاسیکی فلسفے پر مبنی تھا۔ The God Delusion کا مصنف رچرڈ ڈاکنز کو اس کتاب کے لکھنے نے بہت مشہور کر دیا۔ وہ آکسفورڈ یونیورسٹی میں حیاتیات کے پروفیسر ہیں اور انہوں نے آر ڈی ایف فاؤنڈیشن (ڈاکنز فاؤنڈیشن فار سائنس اینڈ وزڈم) کی بنیاد رکھی ہے۔ رچرڈ ڈاکنز اور ان کے حامی ڈارون کے نظریے کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ ڈارون کے بعد دنیا میں خدا کے وجود کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور ڈارون نے خدا کو فطرت سے باہر دھکیل دیا ہے۔ وہ اپنے آپ کو "نیوڈارون ازم" کے پیروکار کہتے ہیں۔ اگرچہ نئے حیاتیات دانوں کا ایک اور گروپ ہے جو اگرچہ نیوڈارون ازم کے حامی ہیں لیکن ان کے خیالات ڈاکنز اور ان کے پیروکاروں سے مختلف ہیں۔ ایک اور بات قابل غور ہے کہ آیات اور احادیث کا حوالہ دے کر کوئی رچرڈ ڈاکنز اور اس کے ہم خیال لوگوں کی جنگ میں نہیں جا سکتا۔ بلکہ نئی سائنس کے فلسفیوں اور خود قدرتی اور تجرباتی سائنس دانوں کے کاموں کو "نئے

ملحدوں" کے خیالات اور نظریات پر تنقید اور مسترد کرنے کے لیے استعمال کیا جانا چاہئے کیوں کہ اس تحریک کے زیادہ تر ارکان اور وکالت کرنے والے تعلیم یافتہ ،معروف سائنسی اور فنکارانہ شخصیات ہیں۔ اسٹیون وینبرگ (طبیعیات میں نوبل انعام)، وکٹر اسٹینگر، مائیکل مارٹن (کیمبرج پروفیسر)، مارٹن شلیمر، سیم ہیرس، کرسٹوفر ہچنز، ڈینیئل ڈینٹ اور بہت سے مشہور اداکاروں، فنکاروں اور گلوکاروں جیسے لوگ۔ یہ ناخواندہ لوگ نہیں ہیں اور بے شمار انعامات جیتتے ہیں اور دنیا کی ممتاز یونیورسٹیوں میں تدریسی نشستیں رکھتے ہیں، لہذا ان کا سامنا کرنا اور ان پر بحث کرنا آسان نہیں ہے اور یہ کسی ابھرتے ہوئے نئے یا نوجوان اور غیر معمولی طالب علم کا کام نہیں ہے. صرف فکر کے میدان کے ہیرو ہی ان دھاروں کے ساتھ سائنسی اور فلسفیانہ چیلنجز کا مقابلہ کرسکتے ہیں اور یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل کام ہے۔ جدید الحاد ولا دینیت سے وابستہ افراد اسٹریم ہارورڈ، کیمبرج، پرنسٹن وغیرہ میں ایک باوقار بنیاد کے مالک ہیں وہ بہت بااثر ہیں. وہ بڑے اور پر تعیش ہال پیش کرتے ہیں اور ان کے سامنے سرخ قالین بچھایا جاتا ہے۔ وہ کم سے کم دباؤ اور ظلم وستم کے بغیر اپنا کام کر رہے ہیں وہ بڑے پیمانے پر کتابیں لکھتے اور اس کی تشہیر کرتے ہیں یورپی حکومتیں ان کی حمایت کر رہی ہیں اور انہیں گرین سگنل دے رہی ہیں" اس بہاؤ کے ارکان اور حامی زیادہ تر حیاتیات دان، طبیعیات دان، کیمیا دان، ماہر فلکیات وغیرہ ہیں۔ اگرچہ رچرڈ ڈاکنز خدا کے سوال کو ایک سائنسی، قدرتی اور تجرباتی مسئلہ سمجھتے ہیں، لیکن ان کی سب سے بڑی غلطی فلسفے سے ان کی لاعلمی اور اس کی بحث کی گہرائی ہے۔ قدرتی علوم میں خدا کو نہ تو رد کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی ثابت کیا جاسکتا ہے۔ خدا کے وجود کا سوال ایک فلسفیانہ مسئلہ ہے۔ کون اسے رد کرنا چاہتا ہے یا ثابت کرنا چاہتا ہے۔" جدید لادینیت" کا دھارا فلسفیانہ طور پر بہت کمزور اور سطحی لہجے پر مبنی ہے۔ جدید ملحدین کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ ناقدین کو فوری طور پر جواب دیتے ہیں، فوری طور پر انہیں بحث کے لیے مدعو کرتے ہیں ہمیں ماضی کے ملحد فلسفیوں میں یہ طریقہ نظر نہیں آتا۔ مثال کے طور پر، ڈیوڈ ہیوم کا سب سے بڑا نقاد تھامس رائڈ نامی اسکاٹش فلسفی تھا جس نے زیادہ بحث نہیں کی۔ یا برٹرینڈ رسل جنہوں نے اپنے الفاظ میں ۲۰ سے ۹۰ سال کی عمر تک تقریبا ۷۰ سال تک خدا کے خلاف لکھا اور لیکچر دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ فلسفیانہ نظریہ کے لحاظ سے عام لوگوں کے لیے استعمال ہونے والے کمزور ترین دلائل میں سے ایک "ترتیب کی دلیل" ہے اور انسان کائنات کے ترتیب کے سامنے حیرت کے اظہار کے ذریعہ خدا کے وجود کو قبول کرتا ہے۔ اس استدلال کا فلسفیانہ وزن کم ہے اور زیادہ تر ایک فلسفیانہ، تجرباتی دلیل ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ زور آیات الٰہی اور ترتیب خلقت پر ہے۔ کیونکہ قرآن جو فلسفیانہ کتاب نہیں ہے اور تمام انسانیت اور تمام قوموں کے لیے نازل

کی گئی ہے، اس کا مقصد سب سے پہلے انسانوں کو ان کی خدائی فطرت کو بیدار کر کے تخلیق کے راز سے واقف کرانا ہے اور یہ جدید الحادی افکار کے رد کے لیے ایک جوابی وار ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید کے ابواب میں فرمایا گیا ہے:

"اللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمَاوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَاءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ"(13)

"اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے بلند کیا، تم انہیں دیکھتے ہو، پھر اس نے عرش پر جلوہ فرمایا اور اس نے سورج اور چاند کو اپنے نظام پر کاربند فرما دیا ہر ایک اپنی مقرر مدت تک گردش کر رہا ہے، وہی دنیا کے معاملات کی تدبیر کرتا ہے وہ آیتوں کی تفصیل فرماتا ہے تاکہ تم کو اپنے رب کے سامنے حاضر ہونے کا یقین ہو۔"

ایک اور مقام پر مزید ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَى يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَمُخْرِجُ الْمَيِّتِ مِنَ الْحَيِّ ذَلِكُمُ اللّٰهُ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ"(14)

"بے شک اللہ تعالی دانے اور گٹھلی کو چیرنے والا ہے زندہ کو مردہ سے نکالنے اور مردہ کو زندہ سے نکالنے والا یہ ہے اللہ! تم کہاں اوندھے جاتے ہو"۔

ملحدین کی سازشیں، اہداف و مقاصد اور قرآنی آیات سے ان کا رد

الحاد پرستی نے پچھلی ڈیڑھ دو صدی میں تقریباً تمام مذہبی کتابوں کو غلط ثابت کیا ہے۔ سائنسی بنیادوں پر بہت سے جملوں اور آیات کو ہدف تنقید بنایا گیا ہے۔ مثلاً بائیبل کا انسانی تاریخ کو زیادہ سے زیادہ چھ ہزار سال میں بند کرنا، جب کہ سائنس ساٹھ ہزار سال پرانے انسان کا ثبوت رکھتی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید ہی کے بارے میں دیکھیں تو پوری پوری ویب سائٹس اس کے لیے موجود ہیں جس میں قرآن کی سائنسی، لسانی، جغرافیائی، تاریخی غلطیاں اور قرآن مجید کے داخلی تضادات بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ غرض ملحدین کی طرف سے ہر مذہبی کتاب کو غلط قرار دینے کی کوششیں جاری ہیں۔ قرآن مجید شاید ان میں سب سے زیادہ نشانۂ مشق بنایا جارہا ہے قرآن مجید کہتا ہے کہ پانچ چیزیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس میں رحم مادر میں بچہ اور بارش کا وقت شامل تھے۔ اب سائنس دانوں نے کم از کم ان دونوں کو جاننا شروع کر دیا تو پہلے مسلمان ان آیتوں کو سادہ معنی میں لیتے تھے اور اب معنی بدل دیے۔ مثلاً رحم مادر میں کیا ہے؟ اس سے مراد وہ یہ لیتے تھے کہ بیٹا یا بیٹی، مگر سائنسی اعتراض کے بعد انھوں نے شقی اور سعید (یعنی خوش بخت اور بدبخت) لینا شروع کر دیا وغیرہ۔

تمام اہل مذہب اس چیلنج کی شدت کو صحیح طرح سے محسوس نہیں کر رہے ہیں، بلکہ سارے معاملے کو محض سادہ لیا جارہا ہے۔ شاید یہ سب معجزات کا انتظار کر رہے ہیں کہ یہ مصیبت خود ہی ٹل جائے گی، جب کہ ایسا ہونے والا نہیں ہے۔

آج کل بچے کو ڈائریکٹ الحاد یا خدا کا انکار نہیں سکھایا جاتا، بلکہ میڈیا اور تعلیمی اداروں کے ذریعے اسے یہ سکھایا جاتا ہے کہ سرمایہ ہی کامیابی کا معیار اور معاشرتی قدر ہے۔ آج ہر شخص کو اسی بات کا قائل کیا جارہا ہے کہ "سرمایہ حاصل کرو۔" اسی کے لیے ساری تگ ودو کی جاتی ہے۔ تعلیمی اداروں نے 'تعلیم برائے انسانیت' نہیں رہنے دی۔ "پڑھو گے، لکھو گے، تو بنو گے نواب" جیسے نعرے دیے جاتے ہیں۔ تعلیمی ادارے اپنے خواب کی تعبیر حاصل کرنا سکھاتے ہیں، وہاں الحاد نہیں پڑھایا جاتا، بلکہ انسان میں دولت کی ہوس پیدا کی جاتی ہے، تو وہ سرمایہ حاصل کرنے کے لیے الحاد کی ہر بات قبول کرتا چلا جاتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔" (15)

"اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد (کہیں) تمہیں اللہ کی یاد سے ہی غافل نہ کر دیں اور جو شخص ایسا کرے گا تو وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔"

چونکہ مذہب اس کی ہوس کی تسکین نہیں کرتا، اس لیے اس کی نظر میں اللہ اور مذہب کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان بچے کے دل میں بذریعہ قرآن و سنہ اللہ کی محبت پیدا کی جائے اور اس کی ضرورت کا احساس بیدار کیا جائے اسے بتایا جائے کہ:

"زندگی اور کائنات کی سب سے اہم حقیقت اللہ تعالیٰ کا وجود ہے اس کے ہونے یا نہ ہونے سے ہر چیز کے معنیٰ بدل جاتے ہیں اگر اللہ ہے تو زندگی اور کائنات کی ہر چیز بامعنی اور بامقصد ہے اور اگر اللہ موجود ہی نہیں تو پھر کائنات کی ہر چیز بے معنی اور بے مقصد ہے یہ زمین، یہ آسمان، یہ سورج، یہ چاند، یہ ستارے، یہ کہکشاں، یہ ندی، یہ پہاڑ، یہ رات اور یہ دن، بلکہ کائنات کا ہر ایک ذرہ اللہ کے وجود پر دلیل ہے۔"(16)

ارض و سماں سب اس پاک پروردگار کے وجود بابرکت کی نشانی ہے اس کے لیے کلام بلاغت میں ارشاد ہے کہ:

"اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِوَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِبِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآئِ مِنْ مَّآئٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِبَيْنَ السَّمَآئِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ" (17)

"بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات دن کی گردش میں اور ان جہازوں (اور کشتیوں) میں جو سمندر میں لوگوں کو نفع پہنچانے والی چیزیں اٹھا کر چلتی ہیں اور اس (بارش) کے پانی میں جسے اللہ آسمان کی طرف سے اتارتا ہے پھر اس کے ذریعے زمین کو مُردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے (وہ زمین) جس میں اس نے ہر قسم کے جانور پھیلا

دیے ہیں اور ہواؤں کے رُخ بدلنے میں اور اس بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان (حکمِ الٰہی کا) پابند (ہو کر چلتا) ہے (ان میں) عقلمندوں کیلیے (قدرتِ الٰہی کی بہت سی) نشانیاں ہیں-"

کورونا کے دور میں غیبت کے الہیات کے نام سے ایک بحث اٹھی۔ اس تناظر میں یہ کہا گیا کہ یہ تمام عظیم وبائی بیماریاں اور وبائی مسائل دنیا میں رونما ہوئے ہیں جو وسیع اور آفاقی ہیں، تو خدا ہمیں بچانے کے لیے کہاں ہے؟

ملحدین کا یہ کہنا ہے کہ معجزات اور کرامات اگر اللہ تعالیٰ کرتے تھے تو اب کیوں نہیں ہوتیں۔ اب تو ہر کام اس طریقے سے ہو رہا ہے، جو سائنس کے مطابق طبعی قوانین کے ماتحت ہونا کہلاتا ہے۔ آج بھی اہل مذہب کو چاہیے کہ وہ جب بھوک لگے تو خود کھانے کے پاس جانے کے بجائے، کھانے کو اپنے پاس بلائیں۔

دوسرا نکتہ یہ اٹھاتے ہیں کہ الہامی کتابیں ایک دوسرے سے بہت سے امور میں مختلف ہیں۔ تورات، انجیل اور قرآن ہی کو دیکھ لیجیے کہ شریعت کے بہت سے امور میں مختلف ہیں۔ اس کو بھی مذہب کے خلاف دلیل بنایا جارہا ہے کہ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتابیں اللہ کی نہیں ہیں۔ اگر اس کی ہوتیں تو ایک ہی خدا کی کتابیں ہونے کی وجہ سے ایک جیسی باتیں ہی کرتیں۔ تاریخ انسانی کو اس رنگ میں پیش کیا جاتا ہے کہ جس سے یہ بات ثابت کی جاتی ہے کہ مذہب کی وجہ سے انسانوں نے انسانوں پر بے انتہا ظلم ڈھائے ہیں۔ عہد عتیق سے لے کر بوسنیا اور چیچنیا کے حالیہ واقعات تک کی تاریخ اس بات پر وہ شاہد بناتے ہیں کہ مذہب ایک خون ریزی کی تحریک ہے، جس نے نسلوں کی نسلیں خداؤں کے بھینٹ چڑھادی ہیں۔ اگر مذہب حقیقی خدا یا خداؤں کا دیا ہوا ہوتا تو ایسا ہر گز نہ ہوتا اور مذہب کی اس بے رحمانہ تاریخ کی روشنی میں ہم اسے مان ہی نہیں سکتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسلامی تاریخ بھی جنگ و جدل سے بھری ہوئی ہے۔ مسلمانوں نے غزوۂ بدر سے لے کر سلطنت عثمانیہ کے آخری دن تک معرکے جاری رکھے ہیں۔ اسلام تلوار کے ذریعے سے پھیلا ہے۔ محمد ﷺ مکہ میں ایک رحم دل اور شریف انسان دکھائی دیتے ہیں، مگر مدینہ میں آکر اپنے ہی بھائیوں کے خلاف نبرد آزما ہوئے اور ایک سے زیادہ شادیاں کیں، جو عام بادشاہوں کی طرح کی زندگی لگتی ہے۔ دیکھیے منٹگمری واٹ کی محمد ﷺ ایٹ مدینہ (کے معنی یہ ہیں کہ انسانی معاشرے کے مطالعہ سے یہ ثابت کیا جائے کہ مذہب انسانوں کی اپنی پیدا کردہ چیز ہے۔ اس کی تفصیل وہ یوں کرتے ہیں کہ شروع شروع میں انسان کو جن حالات کا سامنا کرنا پڑا، وہ کچھ اس طرح کے تھے کہ وہ جنگل میں ہوتا، سورج کی تیز شعائیں اس کو جلا کر رکھ دیتیں، آندھیاں طوفان اس کو ادھر ادھر پٹختے، زلزلے اس کو دہشت زدہ کر دیتے، شیر چیتے اس جیسے آدم زادوں کو نوچ ڈالتے، بھنبھوڑتے اور بسا اوقات کھا بھی جاتے، آسمانی بجلی گرتی اور سب کچھ جلا کر رکھ دیتی، بارش آتی کبھی ساز گاری لاتی اور کبھی تباہی کا سامان بنتی۔ انسان ان چیزوں کے خوف میں مبتلا ہوا، ان کی توجیہ کرتا، بالآخر وہ اس نتیجہ پر پہنچا کہ یا یہ تمام

چیزیں خود صاحب ارادہ ہیں یا ان کے پیچھے کوئی صاحب ارادہ ہستی ہے جو ان کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتی ہے۔ جن لوگوں نے یہ توجیہ کی کہ یہ تمام چیزیں خود صاحب ارادہ ہیں، انھوں نے ان سب کو خدا مان لیا اور جن لوگوں نے ان کے ماورا کسی ہستی کو صاحب ارادہ مانا، انھوں نے ان کو تو خدا نہیں مانا، مگر غیر مرئی کسی ذات یا کئی ذاتوں کو خدا مان لیا۔ پھر جیسے جیسے انسانوں کے تجربات سے چیزوں کی حقیقت واضح ہوتی گئی، ویسے ویسے خدا کی تعداد بھی کم ہوتی گئی۔ بعض قوموں نے تین، بعض نے دو اور بعض نے ایک خدا کا تصور قائم کر لیا۔ گویا جیسے جیسے انسان کا علم بہتر ہوتا گیا، ویسے ویسے چیزوں کی حقیقت واضح ہوتی گئی اور وہ چیزوں کو خدا سے غیر خدا کی فہرست میں ڈالتا گیا۔ اب انسان کا علم جس جگہ پہنچ گیا ہے، اس نے کائنات کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ اب اس ارتقا کی اگلی اسٹیج الحاد ہے۔ یعنی یہ ماننا کہ کوئی خدا موجود نہیں ہے جب کہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ:

إِنَّنِيٓ أَنَا ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعۡبُدۡنِي وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِذِكۡرِيٓ"(18)

"بیشک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں پس تو میری ہی عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔"

بظاہر خداوند عالم اس آیت کے ذریعے اپنے پیارے رسول موسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہے مگر یہ تمام عالمین کے انسانوں کے لیے تنبیہ ہے۔ اسی آیت کے تسلسل میں اگلی آیات میں قیامت کے انکاری کے لیے مزید فرماتا ہے کہ:

فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنۡهَا مَن لَّا يُؤۡمِنُ بِهَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرۡدٰى۔"(19)

"پس تمہیں وہ شخص اس (کے دھیان) سے روکے نہ رکھے جو (خود) اس (قیامت) پر ایمان نہیں رکھتا اور اپنی خواہش (نفس) کا پیرو ہے ورنہ تم (بھی) ہلاک ہو جاؤ گے۔"

ملحدین کا شکار افراد

پہلے الحاد کو ماننے والوں کو سوفسطائیت کا طعنہ دے کر رد کر دیا جاتا تھا اب ایسا کرنا ممکن نہیں ہے، اس لیے کہ الحاد کو اب سائنس اور ٹیکنالوجی کا سہارا حاصل ہے۔ سائنس نے زندگی کے ہر میدان میں کامیابی حاصل کر لی ہے جس کی وجہ سے ایک طرف لوگوں کا سائنس اور سائنس دانوں پر اعتماد پیدا ہو چکا ہے۔ اس قدر کہ ہمارے عہد میں یہ علم کا سب سے معتمد شعبہ بن چکا ہے۔ دوسری طرف سائنس کے پیروکار اہل مذہب اور مذہبی کتابوں میں مسلسل غلطیاں ثابت کرنے کی وجہ سے ان پر لوگوں کا اعتماد ختم ہو رہا ہے۔ ہمارے نونہال جب سکول و کالج میں سائنس پڑھتے ہیں اور علوم دینیہ میں ناپختہ ہونے کی وجہ سے وحی کے بجائے سائنس پہ ان کا اعتماد بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ بہت جلد دہریت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ علوم وحی میں نئی نسل کو پختہ کیا جائے اور مغیبات پہ ان کا ایمان مضبوط کیا جائے۔ اور فلسفہ کا رد

فلسفہ سے کرنے کی بجائے وحی الٰہی سے کیا جائے، تاکہ سائنس و فلسفہ کے مقابل وحی الٰہی کی حیثیت و اہمیت ان کے قلوب واذہان میں راسخ ہو۔ یہ کام کرنے کے لیے علمائے کرام کو اجتہاد واستنباط کی مشق مسلسل کرتے رہنا چاہیے تاکہ ملکہ استنباط پیدا ہو۔ ملحدین اپنا شکار زیادہ تر ایسے افراد کو بناتے ہیں کہ جو اسلامی تعلیمات سے دور ہوں اور مالِ دنیا کو ہی اپنی دنیا و آخرت سمجھیں اور قرآن وسنہ سے دوری اس زہر کو ہماری رگوں میں گھول رہا ہے۔

جدید الحادی افکار کا مقابلہ قرآن وسنت کے تناظر میں

قرآن پاک ہمیں جابجا الحاد و ملحدین سے نبرد آزما ہونے ان سے ہوشیار رہنے اور ان کا مقابلہ کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ ماضی میں انسان کمزور ہونے کے ناطے اپنی ذات سے باہر طاقتور چیزوں کو الٰہ مان کر شرک کا مرتکب ہوتا تھا، لیکن دورِ حاضر کے انسان نے اپنی عقل کے دھوکے میں آکر اپنی ذات کو ہی الٰہ بنالیا ہے اور اپنی عقل کی ہی پرستش کرتا ہے اور یہی بزبانِ قرآن خواہش نفس کا شرک ہے۔ مغربی انسان اپنی ذات سے باہر ہر قسم کے الہ اور معبود کی نفی پر مصر ہے اور یہی مغرب میں اٹھنے والی الحادی نشاۃ ثانیہ کی تحریک کا بنیادی نکتہ ہے۔ جس نے اگلے تین سو سالوں میں متعدد گمراہیاں پیدا کی ہیں۔ چنانچہ توحید کو صرف شرک تک محدود کرنے کی بجائے، معرفتِ الٰہ اور اتباع رسالت تک لانا چاہیے اور جدید دور کے کفر اعظم کی بھی اصلاح کرنی چاہیے۔ توحید میں توحیدِ ربوبیّت و الوہیّت اسی الحاد کا خاتمہ کرتی ہیں۔ انسانی نجات ایک خدا کے ہاتھ میں ہے جسے پیغمبر اکرم ﷺ نے متعارف کرایا ہے قرآنی تعلیمات کے ذریعے اپنی سنت میں عملی مظاہرے کے طور پر آپ ﷺ نے سنت سے واضح کیا کہ ایک خدا جو نہ تو بتوں، لکڑی، پتھروں کی شکل میں ہے اور نہ ہی شخصی تصورات کی شکل میں ہے۔ وہ کائنات کی موجود سچائی ہے۔ وہ ہماری شہ رگ سے زیادہ ہمارے قریب ہے۔ وہ ہمارے مسائل کو ہم سے بہتر سمجھتا ہے۔ اب ہمیں الحادی افکار کی رد میں اس رب العالمین کو لوگوں سے متعارف کرانے کی ضرورت ہے جس خدا کو ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں متعارف کرایا۔ انہیں اس بات کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے اپنے ۲۳ سالہ مشن اور نبوت کے دوران کس طرح دنیا کو اسلام سے متعارف کرایا اور تین مسلمانوں کو دولاکھ مسلمانوں میں تبدیل کیا۔ انہوں نے ایک ایسے دور میں یہ کامیابی کیسے حاصل کی جس کا زیادہ تر وقت خفیہ طور پر جنگ اور تبلیغ میں خرچ ہو گیا تھا۔ قرآنی آیات، سنت اور احادیث کے ذریعے بھی ملحدین کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے ملحدین کو ظالم قرار دیا گیا ہے اور ملحد کے مد مقابل لفظ ظالم استعمال کیا گیا ہے۔

"ابوالیمان، شعیب، عبداللہ بن ابی حسین، نافع بن جبیر، حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

لوگوں میں سب سے زیادہ مبغوض یعنی برے اللہ کے ہاں تین شخص ہیں، حرم میں ظلم کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کا طریقہ تلاش کرنے والا اور کسی شخص کا خون ناحق طلب کرنے والا، تاکہ اس کا خون بہائے۔"(20)

"ابو عمرو الزبیری کہتے ہیں: میں نے امام صادق علیہ السلام سے پوچھا تو آپؑ نے اپنے جد سید المرسلین ﷺ سے روایت فرمائی "میں نے سوال کیا کہ براہ کرم مجھے بتائیں کہ خدا کی کتاب (قرآن) میں کفر کی کتنی صورتیں ہیں؟" آپؑ نے فرمایا: "خدا کی کتاب میں کفر کو پانچ طریقوں سے بیان کیا ہے۔ جہالت کا کفر، اللہ کے حکم کو چھوڑنے کا کفر، ظلم کرنے کا کفر اور نعمتوں کی ناشکری کا کفر یہ ہر طرح سے ربّیت کا انکار ہے اور مزید ایسا شخص جو کہتا ہے: نہ کوئی رب ہے، نہ جنت، نہ جہنم انہیں دہریہ و ملحد کہتے ہیں۔"(21)

جس طرح حدیث و سنت الحادی افکار کا رد کرتے ہیں اسی طرح رب العالمین اپنے کلام بلاغت میں متعدد آیات میں مثلاً سورۃ الحجر آیت نمبر ا، سورۃ النور آیت ۳۴، سورۃ النّور آیت ۴۶، سورۃ الحجؒ آیت ۱۶ اور سورۃ الحدید آیت ۹ ان سب آیات کا معنی اور مفہوم تقریباً یہ ہی ہے کہ "ہم ہی نے واضح (کھول کھول کر) آیتیں نازل کیں ہیں اور جو چاہتا ہے اللہ سیدھے رستے کی طرف اسے ہدایت دیتا ہے۔"

یعنی رب کریم بھی فقط انہی کو راہ ہدایت دیتا جو اس کی ربوبیت کو مانتے ہوئے اس کی آیات کو سمجھیں کیوں کہ کائنات کا سب سے بڑا عابد پہلا منکر اور کافر ہو گیا اور عزازیل سے ابلیس بن گیا جیسا کہ سورہ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

" وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ ٭ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۔"(22)

"اور (وہ وقت بھی یاد کریں) جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے، اس نے انکار اور تکبر کیا اور (نتیجۃً) کافروں میں سے ہو گیا۔"

سورہ حج کی اس آیت میں خداوند عالم کج روی اختیار کرنے والوں کو الحادی قرار دے رہا ہے جس کے لیے دردناک عذاب ہے اور اس کے مقابل کو یقیناً جنت کی بشارت ہے کہ وہ اپنے رب پر ایمان کامل رکھتا ہے ایک سچے مسلمان کے دل کی مضبوطی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ الحادی افکار سے کنارہ کشی میں اس کے رب کی رضا ہے۔

" اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَ ۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ "(23)

"بیشک جن لوگوں نے کفر کیا ہے اور (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے اور اس مسجدِ حرام (کعبۃ اللہ) سے روکتے ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے یکساں بنایا ہے اس میں وہاں کے باسی اور پردیسی (میں کوئی فرق نہیں) اور جو شخص اس میں ناحق طریقہ سے کج روی (یعنی مقررہ حدود و حقوق کی خلاف ورزی) کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔"

جیسا کہ شروع میں سورہ اعراف کی اس آیت کا ذکر کیا جا چکا ہے اس آیت میں رب اور اس کے صفاتی اسماء کا انحراف کرنے والوں کو سزا کی وعید دی گئی ہے یعنی ملحدین کی رب کے دربار میں مضبوط پکڑ ہے بحیثیت مسلمان ہمیں اس کی تمام صفات پر ایمان لانا ہے توحید اسماء الصفات کے تحت۔

" وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآىٕهٖ ؕ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ "(24)

"اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، سو اسے ان ناموں سے پکارا کرو اور ایسے لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے انحراف کرتے ہیں، عنقریب انہیں ان (اعمالِ بد) کی سزا دی جائے گی جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔"

سورہ کہف میں رب العالمین اپنے محبوب رسول ﷺ سے مخاطب ہو کر اپنے کلام کی عظمت اور اس کی طاقت بیان فرما رہا ہے کے اس کے کلام میں ردوبدل کی جرأت کسی بشر میں نہیں وہ ایسی طاقتور ہستی ہے جس کا کوئی کلام نہیں بدل سکتا کجا اس کی مخالفت کرے اور اگر ایسا کوئی کرتا ہے تو اس کی کوئی جائے پناہ نہیں ہے یہ کلام ایک مسلمان کے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے جس سے وہ ملحدین کے وار کا مقابلہ کر سکتے ہیں جب دور پیغمبر ﷺ میں کوئی اس کا بدل نا لا سکا تو آج کیسے بدل لا سکتے ہیں۔

" وَ اتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۔"(25)

"اور آپؐ وہ (کلام) پڑھ کر سنائیں جو آپ کے رب کی کتاب میں سے آپؐ کی طرف وحی کیا گیا ہے، اس کے کلام کو کوئی بدلنے والا نہیں اور آپؐ اس کے سوا ہرگز کوئی جائے پناہ نہیں پائیں گے۔"

"وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۔"(26)

اسی آیت کے تسلسل میں اگلی آیت میں فرمان خداوندی ہے کہ جو اپنے رب کی رضا میں راضی اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں وہ حال میں جنتی اور سچے عبد خدا ہیں جب کہ ملحدین جو کہ مادیت پرستی کا شکار ہیں ان کا ٹھکانہ سوائے جہنم کے اور کچھ بھی نہیں اور رب کریم نے ان کے دلوں کو اپنے ذکر سے خالی کر دیا ہے اس سے بڑا عذاب کیا ہو گا؟

"(اے میرے بندے!) تو اپنے آپ کو ان لوگوں کی سنگت میں جمائے رکھا کر جو صبح و شام اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اس کی رضا کے طلب گار رہتے ہیں تیری (محبت اور توجہ کی) نگاہیں ان سے نہ ہٹیں، کیا تو (ان فقیروں سے دھیان ہٹا کر) دنیوی زندگی کی آرائش چاہتا ہے اور تو اس شخص کی اطاعت (بھی) نہ کر جس کے دل کو ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی ہوائے نفس کی پیروی کرتا ہے اور اس کا حال حد سے گزر گیا ہے۔"

سورہ نحل کی بالترتیب آیت نمبر ۱۰۳ اور ۱۰۴ کلام خدا پر یقین کی تلقین اور بے یقینی کی صورت میں فہم وبصیرت سے دور اور دردناک عذاب سے نزدیک قرار دیتا ہے اللہ نے ہدایت اور تعلیمات کلام الٰہی ایمان لانے والوں کے لیے مخصوص فرمادیں ہیں۔اس صوررت سے مومنین کو ملحدین کے مقابل فہم وفراصت میں برتری عطاء فرمائی گئی ہے۔

" وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّہُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُہٗ بَشَرٌ ؕ لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْہِ اَعْجَمِیٌّ وَّ ہٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ۔"(27)

"اور بیشک ہم جانتے ہیں کہ وہ (کفار ومشرکین) کہتے ہیں کہ انہیں یہ (قرآن) محض کوئی آدمی ہی سکھاتا ہے، جس شخص کی طرف وہ بات کو حق سے ہٹاتے ہوئے منسوب کرتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ قرآن واضح وروشن عربی زبان (میں) ہے۔"

"اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۙ لَا یَہْدِیْہِمُ اللّٰہُ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۔"

"بیشک جو لوگ اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ انہیں ہدایت (یعنی صحیح فہم وبصیرت کی توفیق بھی) نہیں دیتا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

سورہ آل عمران میں رب کریم ملحدین کو سیاہ رو یعنی سیاہ چہرے والے کفار سے تشبیہ دے رہا ہے کہ اور ان کی مذمت فرمارہاہے ایمان کے بعد بھی کفر اختیار کرنے پر انہیں عذاب کی خبر دے رہاہے۔

"فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ أَكَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوْا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ"(28)

"یعنی روزِ قیامت، سیاہ رُو کفار سے کہا جائے گا کہ ایمان پانے کے بعد بھی تم نے کفر کیا؟ تو اب اپنے کفر کے بدلے عذاب بھگتو۔"

سورہ جن میں رب کریم نے بالکل واضح الفاظ میں اپنے حبیب تک کو کہہ دیا کہ اللہ کے سوا عذاب سے بچانے والا، عذاب دینے والا اور کوئی نہیں۔

" قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ ۬ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا"(29)

"آپؐ فرمادیں کہ نہ مجھے ہرگز کوئی اللہ کے (اَمر کے خلاف) عذاب سے پناہ دے سکتاہے اور نہ ہی میں قطعاً اُس کے سوا کوئی جائے پناہ پاتا ہوں۔"

قرآن مجید پر بہت سے اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ اس میں بہت سے تضادات ہیں تو خود قرآن مجید اس بات کو دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے سورہ نساء میں اور فرماتا ہے کہ:

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا."(30)

"تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے اور اگر یہ (قرآن) غیر خدا کی طرف سے (آیا) ہوتا تو یہ لوگ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔"

یعنی وہ کتاب جس میں تضادات ہوں وہ اللہ کی کتاب نہیں ہے۔ تضادات کی بہت سی مثالوں میں سے ایک یہ کہ اللہ کے دن کی لمبائی مختلف جگہوں پر مختلف بیان کی گئی ہے، اس لیے کہ تیئس سال میں تیار ہونے والی کتاب کا مصنف (نعوذ باللہ) بھول گیا کہ پہلے اس نے کیا بات کہی اور بعد میں کیا کہنا چاہیے۔ چنانچہ کئی مقامات پر کہا گیا ہے کہ اللہ کا دن ہمارے ایک ہزار سال کے برابر ہے جیسا کہ بتیسویں سورہ سجدہ آیت نمبر ۵ اور دوسری جگہ بائیسویں سورہ حج آیت نمبر ۴۷ میں ارشاد فرمایا کہ:

"وَاِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ."(31)

"اور (جب عذاب کا وقت آئے گا) تو (عذاب کا) ایک دن آپ کے رب کے ہاں ایک ہزار سال کی مانند ہے (اس حساب سے) جو تم شمار کرتے ہو۔"

دوسرے مقام پر قرآن مجید ہی کہتا ہے سورہ معارج میں کہ ایک دن کی لمبائی پچاس ہزار سال ہے آیت میں واضح طور پر بیان ہے کہ دنیوی حساب سے **یعنی دنیوی اور آسمانی ایام کی طوالت میں فرق ہے خدا کی کوئی نعوذ باللہ کوئی بھول نہیں ہے۔**

"تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ."(32)

"اس (کے عرش) کی طرف فرشتے اور روح الامین عروج کرتے ہیں ایک دن میں، جس کا اندازہ (دنیوی حساب سے) پچاس ہزار برس کا ہے۔"

اور سورہ نجم میں رب العالمین رحمت العالمین ﷺ سے مخاطب ہے کہ ہمارے ذکر سے منہ موڑنے والے اور مادیت پرستی کا شکار افراد ہی ہمارے عتاب و عذاب کا شکار ہونگے۔

"فَأَعْرِضْ عَن مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا۔"(33)

"(اے رسول ﷺ) آپ اس سے رُوگردانی کیجئے! جو ہمارے ذکر سے رُوگردانی کرتا ہے اور جو زندگانیٔ دنیا کے سوا اور کچھ نہیں چاہتا۔"

ان تمام صورتوں میں رب کریم اپنے بندے کو حوصلہ اور طاقت عطاء فرما رہا ہے ملحدین اور افکار ملحدین سے مقابلے کے لیے۔ اور سورہ حج کی اس آیت میں ملحدین کو اپنی گذشتہ امتوں کی مثالیں دے رہا ہے پھر بھی وہ باز نہیں آتے ہیں اپنے الحاد سے۔

"اَفَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ فَتَكُوۡنَ لَهُمۡ قُلُوۡبٌ يَّعۡقِلُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ اٰذَانٌ يَّسۡمَعُوۡنَ بِهَا‌ ۚ فَاِنَّهَا لَا تَعۡمَى الۡاَبۡصَارُ وَلٰـكِنۡ تَعۡمَى الۡـقُلُوۡبُ الَّتِىۡ فِى الصُّدُوۡرِ"(34)

"تو کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کی کہ (شاید ان کھنڈرات کو دیکھ کر) ان کے دل (ایسے) ہو جاتے جن سے وہ سمجھ سکتے یا کان (ایسے) ہو جاتے جن سے وہ (حق کی بات) سن سکتے، تو حقیقت یہ ہے کہ (ایسوں کی) آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

خلاصہ

دورانِ تحقیق لفظ الحاد کے کئی معنی اور مترادف نظروں سے گزرے جن میں زندیق، دہریہ، لادین جیسے مترادف اور ظالم، ذخیرہ اندوز، منکرِ خدا، بے دین اور بدعتقاد جیسے معنی زیر مطالعہ رہے۔ الحاد شرک سے بھی بڑا گناہ ہے کیوں کہ اس میں وجود باری تعالیٰ کا سرے سے انکار کیا جاتا ہے جب کہ شرک میں تصور خدا تو ہے؟ الحاد در حقیقت کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک خاص طرز فکر اور سوچ کا نام ہے۔ ایسی منحرف سوچ جس میں ہر وہ عمل شامل ہے جو عقیدہ توحید اور رب العالمین کے تعلیم کردہ تمام فرمودات واحکامات سے ٹکرائے اور خالق کے مد مقابل مخلوق کو لا کھڑا کرے۔ اللہ اور مذہب پر یقین نہ رکھنے والوں کو ملحد کہتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو کسی مالک وخالق کو سرے سے مانتے ہی نہیں ہیں بلکہ ان کے نزدیک رب، دیوتا یا مافوق الفطرت ہستیوں کا کوئی وجود ہی نہیں ہے۔ ملحدین شدت سے مادیت پرستی کے قائل ہیں اور پوری دنیا میں اس زہر کو بہت تیزی سے پھیلا رہے ہیں۔ جدید الحادی افکار کا مقابلہ قرآن وسنت کو اس کی درست ترجمہ وتفاسیر اور اس کی روح کو سمجھ کر ہی ممکن ہے ورنہ ملحدین کے پاس ایک سے ایک توضیح موجود ہے آیت کے تقابل میں۔ قدیم الحاد فلسفہ کی بنیاد پر تھا اور جدید الحاد سائنس کی بنیاد پر ہے اور جدید ملحدین نامور اور تعلیم یافتہ افراد ہیں ان سے مقابلے کے لیے کم از کم ان جتنا تیار ہونا ہو گا کیوں کہ سائنسی، تعلیمی، معاشی، سماجی ہر میدان میں ملحدین قابض ہیں۔ قرآنی آیات کی عملی تفسیر رسالت مآب ﷺ ہیں جنہوں نے اپنی سنت سے ہمیں الحاد کا مقابلہ کرنا سکھایا اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ان تمام الحادی افکار کا مقابلہ قرآن وسنت کی تعلیمات کو سمجھ کر ان پر عمل کرکے اور اپنی زندگیوں میں ان کو رائج کر کے ہی خداوند عالم کے سامنے سرخرو ہو سکتے ہیں رب کریم ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

نتائج

جن نظریات کے سبب الحاد پیدا ہوا ہے، وہ خود تجربہ شدہ اور سائنس نہیں ہیں بلکہ موجودہ الحادی نظریات سائنسی اُصولوں پر ثابت ہونے کی بجائے وحی سے انحراف کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے وہ اللہ سے دور ہو گئے،

دین کو ترک کر دیا اور اپنے خیالات اور معاشرے میں رہنے والے لوگوں کے رسم ورواج کو قانون اور مذہب بنالیا۔ غیر اسلامی مذاہب کیا ہیں ؟ محض رسم ورواج کا نام ہیں۔ مغرب میں سماجی اقتصادیاتی نظریات دین بن گئے۔ انھوں نے سماجی اور سیاسی تحریکوں پر مبنی نظریات کو اختیار کیا، جمہوریت اسی کا حصہ ہے۔ اور اس کے مظاہر سودی نظام، آزادی، فحاشی اور بے راہ روی کی آزادی ہے۔ یہ ساری چیزیں اللہ کی وحی سے انحراف کی وجہ سے ہیں۔ بذاتِ خود مُلحد کون ہوتے ہیں؟ یہ فلسفی اور منطقی نہیں ہوتے، بلکہ مُلحدین فلسفے کو بھی ردّ کرتے ہیں اور منطق کو بھی اور دین اور وحی کو بھی ردّ کرتے ہیں، وہ اللہ کے رسول اور کتبِ سماویہ بلکہ تمام غیبیات کو ردّ کرتے ہیں۔ وہ صرف وُجودِ انسانی کو مانتے ہیں اور اسے ہر فکر کی بنیاد سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انسان کا وُجود قدیم ترین ہے، اس سے پہلے کچھ بھی نہیں تھا۔ ان کا نظریہ ہے کہ انسان آزاد ہے، وہ جیسے رہنا چاہے رہ سکتا ہے، کپڑے پہنے یا برہنہ رہے اور سب سے بڑھ کر ان کا زور مادیت پر ہوتا ہے دراصل ان کا اصل خدا تو دنیا ہی ہے۔ مسلم معاشرے میں ملحدین کی بڑھتی تعداد اور اس کے سدباب کے لیے پوری امت کے مزاج کو علمی بنایا جائے اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر دور جدید کے تقاضوں کے مطابق قابل عمل سیاسی، معاشی، عمرانی ماڈلز تیار کرنے چاہییں۔ علمائے کرام کو حقیقی داعی اور مبلغ کا کردار ادا کرنا چاہیے امت مسلمہ کے اخلاق و کردار کو بہتر بنایا جائے علمائے کرام مثبت انداز میں جدوجہد جاری رکھیں کیوں کہ ۲۰ ویں صدی میں الحاد کو نظریاتی میدان میں شکست ہو چکی ہے اور ۲۱ ویں صدی میں الحاد کو عملی میدان میں شکست کا خاصا امکان موجود ہے۔ ان شاء اللہ

آراء و تجاویز

اس تحقیقی عمل کے اختتام پر تجاویز کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے حصے میں محققین کو تجویز دی جاتی ہے کہ اس کے دیگر پہلوؤں پر مزید تحقیق کے لیے کچھ اور محققین جستجو کریں اور انکا احاطہ کریں اس لیے محققین کرام کے لیے ان پہلوؤں اور نکات کا ذکر کیا گیا ہے جو راقمہ کی حدود تحقیق سے باہر تھے۔

حصہ اول: مجوزہ تحقیقی موضوعات برائے محققین:

1- الحاد قدیم و جدید کے نظریات کا تقابل ایک تحقیقی جائزہ

2- کافر و ملحد کا فرق آیات کے تناظر میں

3- الحاد کی اقسام ایک تنقیدی جائزہ

4- ملحدین کی بڑھتی تعداد اور امت مسلمہ کی ذمہ داریاں ایک تجزیہ

5- وجود کائنات اور سائنس ایک تقابلی جائزہ

حصہ دوم: برائے خاص وعام:

فکر اسلامی کا منبع ومصدر قرآن وسنت ہیں ان ہی کی روشنی میں نت نئے مسائل، عصری فلسفہ اور سائنسی رجحانات کو مد نظر رکھتے ہوئے فکر اسلامی کی تشکیل نو کرنا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ علمی فتنوں کی سرکوبی کے لیے ٹھوس علمِ دین، جدید علم کلام، جدید سائنس، معلوماتِ عامہ، حسنِ تحریر، شگفتہ بیانی، سنجیدہ متوازن دماغ، پیہم کوشش اور صالح و موثر لٹریچر کا حصول نہایت ضروری ہے۔ فکرِ الحاد کے ردّ کی عملی تدابیر مندرجہ ذیل ہوسکتی ہیں باشرط کہ ان پر عمل کیا جائے۔ حدیث پر وارد اعتراضات کا ردّ، منہج آئمہ وصحابہ سے تمسّک، عربی زبان کا فروغ، مصالح و مفاسد کا فہم، نصوص کی سائنسی تشریحات، حکمرانوں تک رسائی اور ان کی رہنمائی ہے- مذہب کا مناسب اور قابل عمل تعارف، مذہب کا دانشمندانہ منصوبہ، مذہب میں نرمی اور مذہب اور سائنس کو اپنانے کا منصوبہ، مذہب کا نفاذ اور عمل، معاشی جواز، سیاسی اور معاشرتی سفارشات اور انسانیت سازی۔

سب سے پہلا کام: محدثین کی کتب عام کر دیں۔ بڑی کتابوں کی مختصرات کو ہر گھر میں ہونا چاہیے۔

دوسرا کام: بد عملی سے چھٹکارا پائیں، الحاد کی عمارت اس اعتراض پر کھڑی ہے کہ دین داروں کا اپنا کردار دیکھو۔

تیسرا کام: نوجوانوں کو فرداً فرداً سمجھائیں اور ان کے شکوک کا ازالہ کریں۔ صاحب الفَرق بین الفِرق نے باطنیہ کے کسی قائد کا قول ذکر کیا ہے کہ تم مسلمانوں کی اُمہات الکتب میں شکوک پیدا کرو اور مسلمہ قوانین فطرت کو ہی مشکوک کر دو، جیسے انسان کی تخلیق کا مسئلہ ہے، تو اس سے بے دینی کا راستہ خود ہی کھل جائے گا۔ اس لیے نوجوانوں کے شکوک دور کرنا بہت ضروری ہے۔

حوالہ جات

البخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح مسلم (لاہور: فرید بک اسٹال، 2005ء)، ص432، ح5866۔

1- عباسی، شہباز، سماہی تحقیقی مجلہ، نورِ معرفت، (اسلام آباد: نور الہدیٰ ٹرسٹ، جنوری تا مارچ 2022ء)، ج13، ش1، ص10

2- القرآن: 7/180۔

1. (با ترجمہ قرآن سے استفادہ حاصل کیا گیا) مترجم: نجفی شیخ محسن علی (لاہور: اداری نشر معارف اسلامی، دسمبر 2000ء)۔

3- القرآن: 41/40۔

4- جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظو افریقی، لسان العرب، (بیروت، دار صادر)، ص388، ج3۔

5- لوئیس معلوف، المنجد، (کراچی: دار الاشاعت، 1994ء)، ص914۔

6- اصفہانی، امام راغب، مفردات القرآن، (لاہور: المکتبہ القاسمیہ، 1943ء)، ص315۔

7- کیرانوی، وحید الزماں قاسمی، القاموس الجدید، (ادارہ اسلامیات، جون 1990ء)، ص820۔

8- ایضاً

9- محمد شارق، حافظ، الحاد ایک تعارف، (لاہور: کتاب محل، 2017)، ص، 28-29۔

10- القرآن:40/41۔

11۔القرآن:41/41۔

12-القرآن:24/45۔

13-القرآن:2/13۔

14-القرآن:95/6۔

15-القرآن:9/63۔

16-ماخذ مضمون: ماہنامہ مصباح:14نومبر 2009۔

17-القرآن:164/2۔

18-القرآن:14/20۔

19-القرآن:16/20۔

20-بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب التوحید، (لاہور: فرید بک اسٹال، 2005ء)، ج8، ص386۔

21-الکافی، کلینی، محمد بن یعقوب، (تہران، دار الکتب السلامیۃ، طبع چہارم، 1407ق)، ج2، ص389۔

22-القرآن:34/2۔

23۔القرآن:25/22۔

24۔القرآن:180/7۔

25۔القرآن:27/18۔

26۔القرآن:28/18۔

27۔القرآن:104-103/16۔

28۔القرآن:106/3۔

29۔القرآن:22/72۔

30۔القرآن:84/4۔

31۔القرآن:1/70

32۔القرآن:4/70

33۔القرآن:29/53۔

34۔القرآن:46/22۔